45527 ـ ان كے ملك ميں خاوند كو مہر ديا جاتا ہے !

سوال

ميں مہر كے متعلق دريافت كرنا چاہتى ہوں كيونكہ ہمارے بعض علاقوں ميں ايسا ہوتا ہے بعض ہندوستانى رياستوں (مثلا كيرلا، تامل ناڈو وغيرہ) ميں ہم اپنى بہن كے دولہا كو ايك لاكھ روپيہ اور (75) بافن سونا ديتے ہيں (ايك بافن چار گرام سونے كے برابر ہوتا ہے) ہندوستانى رياستوں ميں يہ چيز مسلمانوں كے ہاں وسيع شكل ميں پائى جاتى ہے.
ميں يہ دريافت كرنا چاہتى ہوں كہ آيا يہ اسلام ميں جائز ہے كہ اتنى مقدار ميں مال اور سونا ديا جائے يا اس كا مطالبہ كيا جائے، ميں اس موضوع كے متعلق آپ كو مزيد معلومات دينا چاہتى ہوں وہ يہ كہ ايك لاكھ روپيہ اور (75) بافن سونا كيرلا ميں سب سے كم مہر ہے، ليكن مالدار خاندانوں ميں تو يہ مہر پانچ لاكھ روپيہ اور (500) بافن سونا، اور ايك دوسرے ملك كى بنى ہوئى گاڑى كے ساتھ ساتھ ايك پلاٹ وغيرہ بھى ہوتا ہے.
كيا يہ جائز ہے، اور كيا آپ اس مشكل كا ہميں كوئى حل بتا سكتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ و تعالى نے اپنى كتاب عزيز قرآن مجيد ميں مردوں يعنى خاوند كو حكم ديا ہے كہ وہ عورتوں كو ان كا مہر ادا كريں چنانچہ فرمان بارى تعالى ہے:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنى مرضى و خوشى سے كچھ مہر چھوڑ ديں تو اسے شوق سے خوش ہو كر كھاؤ النساء (4).

طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اللہ سبحانہ و تعالى اس كو ذكر كرنے سے يہ مراد ليا ہے كہ تم عورتوں كو ان كے مہر ادا كرو جو كہ واجب كردہ عطيہ ہے اور فرض و لازم ہے "

اور ان كا يہ بھى كہنا ہے:

" قتادہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو .

يہ فرض ہے.

اور ابن جريج سے مروى ہے:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو .

مقرر كردہ فرض ہے.

اور ابن زيد كہتے ہيں:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو .

عرب كى كلام ميں النحلة واجب كے معنى ميں آتا ہے" انتہى

ديكھيں: تفسير الطبرى (4 / 241).

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالى نے تو مرد پر واجب كيا ہے كہ وہ عورت كو مہر دے، نہ كے اس كے برعكس، قرآن اور سنت نبويہ كى نصوص تو اسى پر دلالت كرتى ہيں، ان ميں بخارى شريف كى درج ذيل حديث بھى شامل ہے:

سہل بن سعد الساعدى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں ايك عورت نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئى اور كہنے لگى اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميں اپنا نفس آپ كو ہبہ كرنے آئى ہوں، چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے ديكھا اور اس ميں نظر دوڑائى اور اوپر سے ليكر نيچے تك ديكھا اور پھر سر جھكا ليا، جب عورت نے ديكھا كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كے متعلق كوئى فيصلہ نہيں كيا تو وہ بيٹھ گئى اور صحابہ كرام ميں سے ايك شخص اٹھا اور عرض كرنے لگا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اگر آپ كو اس عورت ميں كوئى حاجت نہيں تو آپ ميرے ساتھ اس كى شادى كر ديں، چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس سے دريافت كيا:

كيا تمہارے پاس كچھ ہے ؟ تو اس نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميرے پاس كچھ نہيں، رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

جاؤ گھر جا كر ديكھو كيا تمہيں كچھ ملتا ہے ؟ تو وہ شخص گيا اور واپس آ كر كہنے لگا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اللہ كى قسم مجھے كچھ نہيں ملا پھر وہ واپس بيٹھ گيا رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا

جاؤ جا کر دیکھو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو، تو وہ شخص گیا اور واپس آ کر کہنے لگا:

اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے، لیکن یہ میری چادر ہے میں اسے آدھی چادر دیتا ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تیری اس چادر کا کیا کریگی، اگر اسے تو زیب تن کریگا تو اس پر کچھ نہیں ہو گا، چنانچہ وہ شخص بیٹھ گیا، اور جب مجلس لمبی ہو گئی اور وہ بہت طویل عرصہ تك بیٹھا رہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ جا رہا ہے تو آپ نے اسے واپس بلانے کا حکم دیا جب وہ شخص آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تو نے قرآن مجید میں سے کتنا حفظ کر رکھا ہے تو اس نے عرض کیا:

مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ زبانی پڑھ سکتے ہو ؟ تو اس نے عرض کیا جی ہاں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ تیرے پاس جو قرآن مجید ہے اس عورت کو یاد کرانے کے بدلے اس عورت کا مالك بنا دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4741) صحیح مسلم حدیث نمبر (1425).

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں ہے کہ: نکاح میں مہرکا ہونا ضروری ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کیا تمہارے پاس اسے مہر دینے کے لیے کچھ ہے "

اور علماء کا اجماع ہے کہ بغیر مہر ذکر کیے کسی کے لیے کسی عورت سے وطئ کرنا جائز نہیں "

اور اس میں یہ بھی ہے کہ: بہتر یہی ہے کہ مہر ذکر کیا جائے، اور اگر وہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہے تو عقد نکاح صحیح ہو گا لیکن دخول ہونے پر اس عورت کے لیے مہر مثل واجب ہو گا (یعنی اس جیسی عورتوں جتنا مہر دینا ہو گا) " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (9 / 211).

چنانچہ قرآن مجید اور سنت نبویہ اور اہل علم کا اجماع اس پر دلالت کرتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو مہر ادا کرے نہ کہ بیوی خاوند مہر دے، اور فطرت سلیمہ اور بشری طبیعت کے ساتھ بھی یہی موافق ہے کہ مرد اپنی بیوی کو مہر ادا کرے.

وگرنہ پھر خاوند عورت پر نگران اور حاکم کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ عورت نے اس خاوند کو مہر ادا کیا ہے؟!

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو خاوند کا اپنے مال میں سے بیوی پر خرچ کرنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنے کو عورت پر مرد کی نگرانی اور حکمرانی کا سبب بیان کیا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور مرد عورتوں پر حکمران و نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مال میں سے (ان عورتوں پر) خرچ کیا ہے النساء (34).

اور خاوند کی جانب سے یہ اخراجات اور خرچ برداشت کرنے کے بعد بیوی یہ بہت زیادہ محسوس کرتی ہے کہ خاوند نے بہت زیادہ خرچ کو برداشت کیا ہے تو اس طرح وہ اپنا سارا یا اس میں کچھ حصہ اپنی مرضی سے راضی و خوشی خود ہی چھوڑ دیتی ہے، اس لیے خاوند کے لیے یہ لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی مرضی و خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ النساء (4).

چنانچہ آپ کے ہاں وہ مال جو عورت شادی کرنے کے لیے بطور مہر اپنے خاوند کو دیتی ہے یہ دین کے بھی مخالف ہے اور فطرت سلیمہ کے بھی، اور عقل اور بشری طبیعت کے بھی منافی و مخالف ہے، یہ تو اس صورت میں ہے جب یہ قلیل سی مقدار میں ہو، لیکن اگر یہ زیادہ مقدار میں ہو جیسا کہ آپ نے ذکرکیا ہے تو پھر کیا حالت ہو گی؟!

رہا اس کا حل تو آپ کے علاقے میں علماء کرام اور میڈیا کو چاہیے کہ وہ اس رکاوٹ اور خرابی کی وضاحت کریں اور پھر اس کا علاج بھی سامنے رکھیں، اور اس کو کسی ایسی چیز سے تبدیل کریں جو شریعت مطہرہ کے موافق ہے، اور فطرت سلیمہ کے بھی موافق ہے جس پر لوگ پیدا ہوئے ہیں.

واللہ اعلم .